"شہید ملّت میر واعظ کشمیر مولوی محمد فاروق رح"

حیات، خدمات اور کارنامے

ایک سرسری جائزہ

از۔ محمد سعید الرحمٰن شمس، مدیر نصرۃ الاسلام کشمیر

(۱)

تمہید:۔ شہید ملّت حضرت میر واعظ کشمیر مولوی محمد فاروق رح جنہیں مرحوم کہتے ہوئے اور لکھتے ہوئے کلیجہ منہ کو آتا ہے [illegible] تو زندگی کے صرف [illegible] اور عین شباب و جوانی میں ایک مکروہ سازش کے تحت ۲۱ مئی ۱۹۹۰ء کو اپنی ہی سرزمین اور اپنی رہائش گاہ میں بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ حیات مستعار کے قلیل وقفہ میں حضرت حق جل بعدہٗ نے شہید رہنما رح سے مسلمانوں خاص طور کشمیری عوام کی مختلف جہات اور حیثیتوں سے جو بیش بہا دینی، مذہبی، علمی، دعوتی، تعلیمی، تبلیغی، اصلاحی، سماجی، تصنیفی، ادبی، اور سیاسی کام لیئے وہ فی الحقیقت کشمیر کی ملی و سیاسی تاریخ کا روشن ترین باب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ صدی میں کشمیر کی سرزمین سے جو رجالِ کار اور گنی چنی چند اہم تاریخی ہستیاں ابھریں اور انہوں نے حیات انسانی کے گیسو کا کُل سنوارنے میں جو

نمایاں کام کیے ان میں بلاشبہ شہید ملت رح کا نام اور کام ایک ممتاز مقام اور اہمیت کا حامل ہے۔

شہید ملت میر واعظ کشمیر مولوی محمد فاروق خاکستر کشمیر کی وہ چنگاری تھے۔ جس کی ضیاء سے کاروانِ حریت کے شبستان روشن تھے۔ آج سے تقریباً ۲۲ سال قبل جب یہ چنگاری سیاسیات کشمیر کے پاماں افق پر ابھری تو کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ ایک اس چنگاری میں دلوں کو تسخیر اور ذہنوں و دماغوں کو متاثر کرنے کی تپش اور حرارت پیدا کر سکتی ہے۔ لیکن آج شہید میر واعظ کا نام اور کام، خدمات اور کارنامے کشمیر کے فلک بوس پہاڑوں سے بہت آگے برصغیر کے کونے کونے میں بوئے گل کی طرح مہک کر مشامِ جاں کو معطر کرایا ہے۔ ریاستی، ملکی اور بین الاقوامی سطح پر شہید رہنما رح کو زندگی اور شہادت کے بعد جو مقبولیت حاصل ہوئی اس کی بڑی وجہ شہید ملت رح کی خداداد سیاسی بصیرت، ہمت، جرأت، دور اندیشی، دور بینی، جذبہ حریت، بے باک صداقت اور مظلوم کشمیری عوام کے مسائل اور مشکلات کے تئیں مرحوم رہنما رح کی مخلصانہ، ایماندارانہ رہنمائی، وابستگی اور تڑپ تھی۔ بلاشبہ شہید ملت رح کی حقیقت پسند قیادت ملت اسلامیہ خاص طور کشمیری عوام کے لیے تحفۂ الٰہی تھی، دوست تو دوست میر واعظ رح کے سیاسی حریف اور مذہبی رقیب بھی ان کی حیرت انگیز جدوجہد اور عوام پرورانہ تعمیری رول کو خراجِ تحسین پیش کر رہے ہیں۔

خاندان | شہید ملت میر واعظ کشمیر مولوی محمد فاروق کشمیر کے اس دینی و علمی خاندان کے چشم و چراغ ہے جو ریاست اور بیرون ریاست

"میرواعظ خاندان" کے نام سے مشہور ہے۔ میرواعظ کا لقب اس خاندان میں کئی پشتوں سے چلا آرہا ہے اور اس کی وجہ اس خاندان کے مبلغوں کی موثر تبلیغ اور خوبی بیان ہے، یوں تو اس خاندان کا سلسلہ کشمیر میں مبلغین اسلام کے اولین طبقہ سے ملحق ہے لیکن مولوی صدیق اللہ صاحب مرحوم نامی بزرگ کے بعد سب سے زیادہ شہرت میرواعظ خاندان کے جس بزرگ سے ہوئی وہ حضرت مولانا غلام رسول شاہ صاحب اوّل (المعروف بابا صاحبؒ) تھے۔ جو اپنے زمانے میں مبلغین اسلام کے سرتاج مانے گئے۔ اور جو علم و عمل میں اپنے زمانہ کے علماء میں خاص امتیاز رکھتے ہیں۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے جانشین الحاج میرواعظ مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ ہوئے۔ جو اپنے وقت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ موصوف نے عوام میں پھیلی ہوئی شرکیات، بدعات اور رسومات کے خلاف تقریر و تحریر میں بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ اور کشمیری زبان میں ترجمہ کلام اللہ کا سلسلہ بھی آپ نے ہی شروع کیا تھا۔ جو آپ کی جوان مرگی کی وجہ سے برسوں تک رکا رہا۔ مولانا یحییٰ صاحب کی وفات کے بعد دیگرے آپ کے تین لائق اور فاضل فرزند مولانا غلام رسول صاحب ثانیؒ، مولانا احمد اللہ صاحب اور مولانا عتیق اللہ صاحبؒ بالترتیب اس منصب جلیل پر فائز رہے۔ مولانا عتیق اللہ صاحبؒ کے دور میں ہی عملاً مولانا محمد یوسف شاہ صاحبؒ میرواعظ کشمیر تھے۔ اور یہ سلسلہ میرواعظین میں چھٹے میرواعظ تھے۔ ساتویں میرواعظ شہید ملت مولوی محمد فاروقؒ تھے جو مولوی محمد امین صاحب ولد مولوی عتیق اللہ صاحب تھے۔

ولادت ۲۷ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ مطابق دسمبر ۱۹۴۳ء میں جب شہید ملتؒ نے میرواعظ منزل سرینگر میں آنکھیں کھولیں اس وقت

کشمیر کے چپے چپے سے "آزادی یا موت" کے فلک شگاف نعرے بلند ہو رہے
تھے۔ مطلق الخیانت کا جور و جبر اپنے انجام کی طرف بڑھ رہا تھا، وہ جدوجہد
رنگ لا رہی تھی۔ جو میر واعظ منزل سے ہی شروع ہوئی تھی۔ برِ صغیر کے
ظلمت کدہ میں آزادی کے چراغ جھلملانے کو بے تاب ہو رہے تھے
ایک نئی سحر طلوع ہو رہی تھی۔ شہید ملت کی پیدائش کے چند سال بعد ہی
آپ کے پھوپھا اور پیش رو میر واعظ مہاجر ملت حضرت مولانا محمد یوسف
مفسر قرآن کو پاکستان ہجرت کرنا پڑی۔ اور میر واعظ خاندان کو وقت کے
تند و تیز طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کی نیم باز آنکھیں یہ سب کچھ دیکھ رہی
تھیں۔ اور غالباً حق و انصاف کی خاطر اپنے خاندان پر ٹوٹنے والے مظالم
ہی شہید میر واعظ کے لاشعور پر اپنے گہرے نقوش و اثرات چھوڑ گئے۔ جو
مستقبل میں ان کے جذبۂ حریت اور مجاہدانہ عزائم کو جِلا دیتے رہے

تعلیم و تربیت، مذہبی اور عوامی زندگی کا آغاز

خاندان ا...
گھر میں دینی ماحول اور علمی ذوق تو تھا ہی۔ بچپن میں تربیت بھی اسی نہج پر
ہوتی رہی۔ رسمی اور مروّجہ علوم کے حصول کے لیے اسلامیہ ہائی اسکول میں
اپنی تعلیم پوری کرنے کے بعد آپ اسلامیہ اورنٹیل کالج میں اور مولوی،
مولوی عالم اور مولوی فاضل کی اعلیٰ سندات امتیازی نمبرات سے حاصل
کیں۔ اس دوران کشمیر تاریخ کے کئی اور طوفانوں کا سامنا کر چکا تھا۔
پھر ۱۹۶۲ء میں اپنے جدِّ امجد حضرت مولانا عتیق اللہ مرحوم کی وفات پر آپ
ریاست کے نائب میر واعظ مقرر کیے گئے۔ اس وقت تک آپ دینیات
اور عربی میں اعزاز کے ساتھ اسنادِ کمال حاصل کرنے کے علاوہ فارسی
اُردو، اور انگریزی میں بھی عبور حاصل کر چکے تھے۔ اس طرح سے باقاعدہ

آپ کی مذہبی زندگی کا آغاز ہوا۔

موئے مقدس کی گمشدگی ۲۷ دسمبر ۱۹۶۳ء کو جب درگاہ حضرت بل کی درگاہ سے موئے مقدس کی چوری ہوگئی تو نتیجتاً پورے کشمیر میں بے چینی اور اضطراب کی ایک زبردست لہر دوڑ گئی۔ زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہوگیا۔ ایک وحشتناک سیلاب تھا۔ جو ہر باندھ کو توڑتا چلا گیا تھا۔ ہر طرف افراتفری تھی۔ کچھ پرانے سیاسی رہنما تو جیلوں میں تھے اور جو باہر تھے وہ آگے آکر عوام کے مشتعل جذبات اور بے لگام عوامی احتجاج اور مظاہروں کو روکنے کی جرأت نہیں کر سکتے تھے۔ اس نازک اور سنگین صورت حال کے پیشِ نظر شہید ملت میر واعظ مولوی محمد فاروق نے کمال جرأت اور ہمت سے عوام کی قیادت ہاتھوں میں لی۔ اور لوگوں نے کم سنی اور نوعمری کے باوجود آپ کی قیادت پر لبیک کہہ کر اپنے غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کیا۔ اور اس طرح شہید ملت کی سیاسی زندگی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

ایکشن کمیٹی کا قیام تحریک موئے مقدس کے دوران شہید رہنماؒ کی قیادت میں ریاست کی تمام سیاسی، دینی اور اصلاحی جماعتوں کا ایک متحدہ محاذ "ایکشن کمیٹی" کے نام سے بنایا گیا تھا۔ موئے مقدس کی بازیابی کے بعد بھی یہ جماعت قائم رہی اور در حقیقت یہیں سے شہید رہنماؒ کی سیاسی جدوجہد شروع ہوئی اور انہوں نے زندگی کے آخری لمحات تک اپنی تمام تر توجہ "عوامی مجلس عمل" (Awami Action cumttee) کی مضبوطی، استحکام اور... سربلندی پر صرف کردی۔ چنانچہ آج شہید ملتؒ کی مبارک کوششوں کے نتیجے میں ان کی تنظیم کشمیر کی ایک موثر، مضبوط اور منظم جماعت ہے۔

عوامی ایکشن کمیٹی کا بنیادی موقف عوامی ایکشن کمیٹی کا بنیادی

مقصد اور موقف کشمیریوں کے "حق خودارادیت" کے حصول کے لیے جدوجہد تھا اور آج بھی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ "شہید ملت" ریاست کے گنے چنے ان چند رہنماؤں میں سب سے زیادہ ممتاز اور نمایاں تھے۔ جو حتیٰ الامکان "متنازعہ مسئلہ کشمیر" سے متعلق اپنے اصولی موقف پر چٹان کی طرح قائم رہے۔ زبردست مشکلات، عذاب و عتاب اور بے پناہ دشواریوں کے باوجود شہید ملتؒ نے کسی بھی قیمت پر اپنے یا اپنی جماعت کے اصولی موقف کو مجروح یا تبدیل ہونے نہیں دیا۔

شہید ملتؒ میرواعظ کشمیر ایک حقیقت پسند معتدل سیاسی رہنما ہونے کے ناطے پاکستان اور بھارت پر ہمیشہ اس بات کے لیے زور دیتے رہے کہ جنوب ایشیاء میں سیاسی استحکام اور مستقل امن و ہم آہنگی کے قیام کے لیے متنازعہ مسئلہ کشمیر کے حقیقی، بنیادی اور اولین فریق ریاستی عوام کی مسلمہ فریقانہ حیثیت کو تسلیم کیا جائے اور کشمیری عوام کی خواہشات بین الاقوامی وعدوں، معاہدوں اور اقوام متحدہ کی قرار دادوں کے مطابق متنازعہ مسئلہ کے پرامن اور منصفانہ حل کے لیے مثبت اور کارگر اقدامات اٹھائے جائیں۔ ریاست کی تاریخ جب بھی کوئی ایسا سیاسی موقع آیا اور ضرورت متقاضی ہوئی کہ مسئلہ کشمیر کو عالمی سطح پر اجاگر کیا جائے اور عالمی رائے عامہ کو اصل حقائق اور واقعات سے واقف کرایا جائے تو شہید ملتؒ اپنے عظیم منصب کے تقاضوں اور بھاری سیاسی و عوامی ذمہ داریوں کے پیش نظر کسی بھی دباؤ، دھونس اور دھمکی کی پرواہ کئے بغیر پوری قوت اور جرأت کے ساتھ مسئلہ کشمیر کے حق میں آواز بلند کرتے رہے اور عوام کی ترجمانی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔

شہید ملتؒ جیل میں | ۱۹۶۵ء میں بھارت ۔ پاک جنگ کے دوران میرواعظؒ کو گرفتار کر لیا اور دو سال دس مہینے اور دس دن تک مسلسل بغیر کوئی مقدمہ چلائے میرواعظؒ کو قیدِ تنہائی میں رکھا گیا۔ جیل میں شہید رہنماؒ کو اس قدر ذہنی اور جسمانی اذیتیں اور تکالیف پہونچائی گئیں کہ جن سے میرواعظؒ کی بینائی اور نظام معدہ ہمیشہ کے لیے متاثر ہو کر رہ گیا۔ انٹروگیشن (Intro gation.) کے دوران جو المناک اذیتیں پہونچائی گئیں کہ جن کو روح کانپ جاتی ہے۔ اس کے باوجود میرواعظ کے بلند عزائم میں لغزش نہیں آئی۔ اور جیل سے باہر آتے ہی "حق خود ارادیت" کے اصول کے لیے اپنی پر امن جدوجہد تیز تر کر کے ہمت و استقلال کے ساتھ جاری رکھی۔

میرواعظ مرحوم کی یہ پہلی گرفتاری تھی جو دس اکتوبر کو رات کے سناٹے میں پولیس اور فوج کے کڑے پہرے میں میرواعظ منزل میں عمل میں آئی۔ دن واضح ہونے سے قبل ہی میرواعظ کو بانہال کے اس پار پہونچا دیا گیا۔ میرواعظؒ کی گرفتاری کے فوراً بعد شہر میں ۲۷ گھنٹہ کا مسلسل کرفیو نافذ کر دیا گیا۔ تین دن تک متواتر شہر کی مساجد اذان تک سے محروم رہیں اور کرفیو کی آڑ میں "مجلس عمل" کے سینکڑوں عہدے داروں اور کارکنوں کو گرفتار کیا ۔ پولیس اور عوام کے درمیان جگہ جگہ تصادم ہوئے اور کئی طلباء کو نہائی سفاکی کے ساتھ شہید کر دیا۔

جیل کی کہانی خود شہید رہنماؒ کی زبانی | دورانِ جیل شہید رہنماؒ کو انسانیت سوز اذیتیں پہونچائی گئیں اس کی ایک جھلک خود شہید رہنماؒ بانی (ماہنامہ "شبستان" اردو ڈائجسٹ نئی دہلی بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۳ء) کے حوالے سے شکریہ کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

"جیل میں مجھ پر طرح طرح کے مظالم توڑے گئے۔ ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہونچائی گئیں۔ مجھ کو مسلسل بہت راتوں تک سونے نہیں دیا گیا۔ برف کی سلوں پر بٹھایا گیا، بجلی کے پانچ پانچ سو واٹ بلبوں کی تیز روشنی آنکھوں پر ڈالی گئی۔ جان سے مار ڈالنے کی بھی دھمکی دی گئی۔ مسلسل ظلم کے بعد جب میری حالت قابل رحم ہو گئی تو نیم مردہ حالت میں ہسپتال پہونچایا گیا۔ آخر ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۷ء کو مجھے رہا کر دیا گیا۔ اور جیل سے باہر آتے ہی میں نے حق خود ارادیت کا اعلان ایک بار پھر پوری شدت کے ساتھ کیا۔"

فاروق صاحب کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئے۔ ان کی نظر چھت پر مرکوز ہو گئیں، غالباً جیل کے گھاؤ پھر ہرے ہو گئے تھے۔ جیل کی سلاخیں پھر ان کی نظروں میں گھوم گئیں۔ فاروق صاحب نے اب اس واقعہ کی تفصیلات بتائیں۔ آپ نے کہا:۔

"وہ دس اکتوبر ۱۹۶۵ء کی رات تھی۔ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان لڑائی کے دنوں میں سرینگر شہر میں رات کا جو کرفیو نافذ کیا گیا تھا وہ جنگ بندی کے بعد بھی بدستور جاری تھا۔ کرفیو کی بھیانک خاموشی اور اندھیرے میں مسلح پولیس نے میرواعظ منزل کو گھیر لیا۔ اور مجھے اور میرے ساتھیوں کو گرفتار کر کے صبح ہونے سے قبل کشمیر سے نکال کر بانہال کے اس پار پہونچا دیا۔ میری گرفتاری کے بعد سرینگر کے عوام پر بھی حکومت کا غیظ و غضب ٹوٹا۔ شہر میں تین دن اور تین رات کا ایسا مسلسل کرفیو لگا دیا گیا جس کی مثال کشمیر کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ کرفیو کے دوران مسلح پولیس نے جگہ جگہ اندھا دھند گولیاں چلا کر طلبہ اور معصوم بچے تک شہید کر ڈالے۔ اور کشمیر میں پکڑ دھکڑ

کا ایک سلسلہ شروع کر دیا۔ جو تب سے اب تک جاری ہے۔ یہ سب اس لیے ہو رہا ہے کہ "مجلس عمل" مسئلہ الحاق کشمیر کو اس ریاست کے عوام کی تمناؤں اور رضامندی اور ان کی آزادانہ رائے شماری کے مطابق عمل کرنے اور اصول حق خود ارادیت کا علم بلند رکھنے کو اپنا موقف بنا چکی ہے۔ اور آج تک اس سے سر تو بھی نہیں ہٹی۔ دس اکتوبر کا دن چونکہ ایک اہم موڑ کا درجہ حاصل کر چکا ہے اس لیے مجلس عمل ہر سال اس تقریب کو "یوم تحریک حریت" اور "یوم تجدید عہد قربانی" کے طور سے مناتی ہے۔

میر واعظ نے دس اکتوبر ۱۹۶۵ء کو اپنی گرفتاری کی پوری روئداد سنائی اور اس کے بعد پیش آنے والے واقعات کی تفصیل بتائی۔

"سرینگر سے کرفیو کے اندھیرے میں مجھے راتوں رات وادی سے باہر بانہال لے گئے۔ اور وہاں سے جموں جیل، مجھے نومبر میں جموں چھاؤنی کے ایک پوشیدہ زیر زمین تہہ خانے میں لے گئے۔ جہاں دن کی روشنی میں بھی اندھیرے کا راج تھا، یہاں سورج کی کرنوں کو بھی قیدیوں سے ملنے کی اجازت نہیں تھی۔ جہاں ۲۴ گھنٹے اتنا مہیب اور بھیانک اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جموں جیل چلتے وقت مجھ سے کہا گیا تھا کہ وہ لوگ مجھے اسپیشل جیل میں لے جا رہے ہیں۔ جو اس جیل سے بہت بہتر قسم کا جیل ہے۔ روانگی سے قبل میری ماں کے نام چھٹی لکھوائی کہ میں بالکل خیریت سے ہوں۔ دوستوں کو خیریت کے تار دلوائے، مگر اس کے بعد میری آنکھوں میں پٹی باندھ دی گئی۔ جیپ میں بٹھا کر جموں شہر سے باہر لے آئے۔ یہاں سپاہیوں کے بجائے چند فوجی اس جیپ میں سوار ہو گئے۔ ان فوجیوں نے آتے ہی میرے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈال دیں۔ میں حیران رہ گیا کہ مجھے اسپیشل جیل میں لے جانے کا وعدہ کر کے

دھوکہ دیا ہے، فریب دیا گیا ہے۔ میں اس غیر متوقع بات سے اتنا پریشان تھا کہ یہ احساس بھی نہیں رہا کہ جس جیپ میں بیٹھا ہوں وہ چل رہی ہے یا کھڑی ہوئی ہے۔ اندھیرے تہہ خانے میں آنے کے بعد میری آنکھوں سے پٹی اتار دی گئی۔ چاروں طرف اندھیرے کے سوا کچھ نہ تھا۔ دس منٹ بعد ایک فوجی نے کہا۔ آپ گھبرائیں نہیں آپ کو یہاں تفتیش کے لیے لائے ہیں۔ جو پوچھا جائے گا اس کا جواب دیں۔ رات بھر سو نہیں سکا۔ ویسے بھی اس تنگ و تاریک کمرہ میں نہ چارپائی نہ بستر، رات چکر لگاتے گذر گئی۔ کمرہ کے باہر مسلح سپاہی کی جگہ دوسرا سپاہی آیا۔ تب احساس ہوا کہ صبح ہو گئی۔ کیونکہ اس اسپیشل جیل میں پہنچنے پر میری گھڑی اور کپڑے سب لے لئے گئے تھے۔ کیونکہ کچھ دیر بعد مجھے ایک الگ کمرہ میں لے جایا گیا۔ بیٹھنے کے لیے سٹول دیا گیا۔ جس کے چار طرف کرسیاں رکھی تھیں۔ جن پر چار آدمی آکر بیٹھ گئے۔ انہوں نے میرا نام۔ میرے باپ کا نام۔ بھائیوں کی تعداد، ان کے نام اور میری تعلیم کے بارے میں سوالات کیے۔ یہ سارے سوالات بالکل نجی تھے۔ سیاسی سوال کوئی بھی نہیں کیا گیا، بہت دیر یہ سلسلہ چلتا رہا وہ چلے گئے تو ان کی جگہ جو چار افراد آئے تھے انہوں نے بھی وہی سوالات دہرائے۔ ان کے چلے جانے کے بعد چار اور نئے افراد آئے اس نئی ٹولی نے بھی وہی سوالات کئے۔ جو مجھ سے برابر پوچھے جا رہے تھے۔ وہ لوگ جب تک جاتے تھے تو نئی اور تازہ دم ٹولی آجاتی تھی۔ یعنی انہوں نے اپنے لیے آرام کا وقت نکالا، لیکن مجھے آرام کا ایک لمحہ بھی نہیں دیا گیا۔ یہ سلسلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ ان دنوں مجھے ایک دن ایک گھنٹہ کیا ایک لمحہ کے لیے سونے نہیں دیا گیا۔ میری آنکھیں نیند سے بند ہو جاتیں تو وہ ٹھنڈے پانی کی بالٹیاں میرے اوپر الٹ دیا کرتے تھے۔ نومبر کا مہینہ اور برف کا پانی یہ

تھا اسپیشل جیل' آخر جب نیند کے غلبے سے چور ہوکر مجھے شدھ بدھ نہیں رہی تھی تو انھوں نے سیاسی سوالات داغنے' مجھ سے کہا گیا پاکستان سے جو مجاہد آئے تھے انہیں کہاں رکھا گیا تھا؟ پاکستان سے کیا ساز باز کی ہے؟ میں نے نیم بے ہوشی میں جواب دیا کہ "وہ چڑیاں نہیں تھیں جو کہ آسمان سے آگئیں"۔ جب آپ کو پتہ نہیں تو مجھے کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ پاکستان کے مجاہد کہاں چھپے رہے۔؟

مجھ سے پوچھا گیا تم ان کو بلانے کے لیے کہاں مرگ گئے۔ تم نے ان کو حملہ کی دعوت دی' میں نے ان کے بیہودہ اور غلط قسم کے الزامات کی تردید کرتے کرتے گر پڑتا تھا۔ تو وہ پانچ پانچ سو واٹ کے بلب میری طرف کرتے تھے' مجھے برف کی سلوں پر لٹاتے تھے۔ یہ سلسلہ مسلسل چلتا رہا۔ ظلم بڑھتا رہا۔ کھانے کے لیے خوراک بھی بہت ناقص دی جاتی تھی۔ ویسے چند روز بعد خوراک کی ضرورت کسے پڑتی تھی۔ احساس بھی نہیں ہوتا تھا کہ کھایا بھی ہے یا نہیں؟ چند روز بعد میں نے آنکھ کھولی تو خود کو ہسپتال میں پایا۔ کچھ پتہ نہیں تھا کہ اتنے روز میرے ساتھ کیا سلوک ہوا۔ اس دوران میرے بھائی اور چچا نے مرکزی حکومت کو تار دیئے کشمیر گورنمنٹ کو تار دیئے۔ احتجاج کیا تو یہ جواب آیا کہ مولوی فاروق کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے۔ مگر ہسپتال سے یہ خبر کسی طرح باہر کی دنیا میں پہونچ گئی کہ مجھے اس قدر اذیتیں پہونچائی گئی ہیں کہ میں نیم مردہ ہوگیا ہوں۔ لوگ ہسپتال کی طرف دوڑے۔ مگر کسی کو بھی مجھ سے ملنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ پھانسی پانے والے مجرم کے رشتہ دار بھی کم از کم پندرہ دن میں ایک بار مل سکتے ہیں۔ مگر مجھے کسی رشتہ دار کو کسی ہمدرد کو ملنے نہیں دیا گیا۔

تھا اس لیے کہ جموں جیل کے رجسٹر میں ابھی تک مجھے وہاں ہی مقید دکھایا جا رہا تھا وہ یہ بتانا نہیں چاہتے تھے کہ میری حالت اتنی ناگفتہ بہ کر دی گئی ہے کہ مجھے ہسپتال لے جایا گیا ہے۔ آخر دو ماہ بعد میرے بھائی کو اجازت ملی وہ بس قدرے ہی مجھ سے ملیں۔ اس وقت دو بندوقچی دائیں بائیں میرے پاس کھڑے ہوئے تھے۔ ایک افسر قریب بیٹھا ہوا تھا اس نے مجھے تنبیہ کی کہ اگر میں زبان پر ایک بھی حرف شکایت لایا تو مجھے سخت اذیتیں دی جائیں گی۔ مجھے ان اذیتوں کی پرواہ نہیں تھی۔ مگر دو ماہ کے علاج کے بعد میرے ہوش وحواس گم تھے۔ میری زبان سے بار بار یہی نکلتا تھا کہ میرا نام محمد فاروق ہے۔ میرے والد کا نام مولوی محمد امین ہے' میرے بھائی تو پہلے سے دل کے مریض تھے۔ اس بات سے اس قدر صدمہ پہونچا کہ کچھ دن بعد ان کا ہارٹ فیل ہو گیا۔ ہسپتال سے مجھے پھر ایک الگ کمرہ میں قید تنہائی ملی۔ آخر ایک روز "ہندوستان ٹائمز" کے مسٹر بھاٹیہ مرکزی حکومت سے اجازت لے کر مجھ سے ملنے آئے۔ مجھے افسروں نے ہدایت کی کہ میں نے ظلم و زیادتی کے بارے میں کوئی بات کی تو اس کا انجام بُرا ہوگا۔ مسٹر بھاٹیہ نے ہندوستان' پاکستان اور کشمیر کے بارے میں سوالات کیئے وہ اگر زیادتیوں کے بارے میں پوچھتے تو سب کچھ بتا دیتا۔ مگر از خود اظہار سے شاید یہ سمجھا جاتا کہ میں اس کی پبلسٹی چاہتا ہوں۔ اس لیے میں نے اس سلسلہ میں کچھ نہیں کہا۔ مگر مسٹر بھاٹیہ کو خود ظلم و زیادتی کی اطلاعات مل چکی تھیں انھوں نے اپنے اخبار میں ان کا ہلکا سا تذکرہ کیا۔

اس کمرہ سے مجھے سینٹرل جموں جیل میں لے جایا گیا۔ اور پھر ہال کُڈ کی سب جیل میں رکھا گیا۔ ہر جگہ قیدِ تنہائی ہی مجھے ملی۔ یہاں ایک

مجھے رکھا گیا اس دوران میں حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً میری خوراک اور علاج ومعالجے کے بارے میں بلیٹن جو [illegible] وہ سب لغو اور بکواس تھے۔ اب بھی میری صحت جو خراب ہے اسی وجہ سے ہے۔

مولوی فاروق اب کچھ دیر کے لیے رک گئے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش تھی۔ اسی نے ہمت حوصلہ دیا۔ مجھے بہت ڈر تھا کہ میں بھٹک نہ جاؤں اپنے موقف سے ہٹ نہ جاؤں، ظالموں نے ظلم کے سب ہتھکنڈے آزمائے اب میں عزم و استقلال کی چٹان ہوں۔ اور اس سے بھی سخت مصیبت جھیلنے کے لیے تیار ہوں۔ ویسے جب میرے ساتھ یہ ظلم روا رکھا گیا تو میرے عوام کے ساتھ کیا کچھ نہیں ہوتا ہوگا۔؟

قارئین! جیل کے انسانیت سوز مظالم کی تفصیلات خود شہید ملت رح بیان کر رہے تھے۔

دوبارہ دستار بندی ۱۹۶۸ء میں مہاجر ملت میر واعظ مولانا یوسف شاہ رح کے راولپنڈی میں انتقال پر آپ میر واعظ بنے اور دوبارہ دستار بندی عمل میں لائی گئی۔ اس طرح سیاست کے ساتھ ساتھ مکمل مذہبی رہنمائی کا بوجھ بھی آپ کے کندھوں پر آن پڑا۔ ان دونوں نازک ذمہ داریوں کو شہید ملت رح جس خوبی، صلاحیت، قابلیت اور استقلال کے ساتھ نبھاتے رہے فی الحقیقت یہ انہی کا حصہ تھا۔ اس لیے کہ

درکفے جامِ شریعت، درکفے سندانِ عشق
ہر ہوسناکے نداند جام و سنداں باختن

ان کی ستم ظریفیوں نے مذہب اور سیاست کو ایک دوسرے

کی جماعت الگ الگ تھنظیموں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ تاہم اسلامی تعلیمات اور نظریات کے عین مطابق شہید ملت نے عملی طور "مذہب و سیاست" کا اپنے کردار و عمل سے حسین امتزاج پیش کرکے واقعی کشمیری عوام کی مذہبی اور سیاسی رہنمائی کا قابل قدر فریضہ انجام دیا ہے۔ سے

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

شہید ملت کا تعمیری اور عوام پروانہ رول | عوامی ایکشن کمیٹی کے سربراہ اور بانی شہید ملت میر واعظ مولوی محمد فاروق یوں تو ایک ہمہ گیر، جامع، فعال اور انقلاب آفرین شخصیت کا نام ہے جن کی ناقابل فراموش، متنوع خدمات کی تفصیل کا مختصر سے مقالہ میں جامع پیش کرنا انتہائی دشوار ہے۔ تاہم شہید ملتؒ نے ریاستی سیاست میں جو مثبت، تعمیری، اتحاد پروانہ، عوام پرورانہ، منصفانہ اور تعمیری کردار ادا کیا ہے وہ روز روشن کی طرح واضح ہے اور کوئی بھی انصاف پسند شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ شہید ملتؒ میر واعظ مولوی محمد فاروق ریاست میں جہاں مستقل آزادی، حقیقی جمہوریت اور صحت مند ماحول استوار بنانے، ایک صالح معاشرہ قائم کرنے، باضمیر، دیانتدار قیادت مستحکم کرنے، صاف ستھری اور فعال انتظامیہ فراہم کرنے پر مسلسل پر زور دیتے رہے وہاں ریاست جموں و کشمیر کو ایک خوش حال اور مثالی ریاست بنانے کے لیے ریاست میں سیاسی استحکام، معاشی مساوات، سماجی انصاف، تعلیمی فروغ اور اقتصادی خوش حالی کو ناگزیر قرار دیتے رہے اور ریاست جموں و کشمیر کی انفرادیت اس کا اکثریتی کردار

تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہے۔

شہید ملتؒ ریاست میں امن و اتحاد، مذہبی رواداری اور فرقہ وارانہ یکجہتی کے کاز کو تقویت دینے کے لیے جو دلیرانہ رول ادا کرتے رہے وہ ملک کی فرقہ پرست اور امن شکن قوتوں اور جنونی و متعصب جماعتوں کے لیے ایک سبق ہے۔ ان کا یہ نظریہ تھا کہ "یہاں کی اکثریت ہی اقلیت کی سب سے بڑی ضمانت ہے"۔ ملک کی اکثریت کے لیے مشعل راہ ہے۔

شہید ملتؒ اور موجودہ عوامی تحریک

شہید ملتؒ میر واعظ مولوی محمد فاروق کشمیر میں جاری موجودہ عوامی جدوجہد اور تحریک کے رہنما تھے کے صف اول کے رہنما تھے۔ آپ کی پرشکوہ قیادت، بارعب شخصیت، بے باک صداقت اور حق و انصاف کی آواز بلاشبہ پوری کشمیر قوم کی آواز تھی۔ آپ مظلوم کشمیریوں کے انسانی، بنیادی، پیدائشی حقوق کے معتبر علمبردار اور مستند محافظ تھے۔ آپ کو اپنی گلپوش وادی کشمیر کے کوہساروں، برف پوش پہاڑوں، چٹانوں، مرغزاروں، آبشاروں اور گل بوٹوں سے زیادہ اپنے لوگوں اور ہم وطنوں سے محبت تھی اور عام لوگوں کو بھی شہید ملتؒ کی مخلصانہ قیادت، سیادت اور سیاست پر نہ صرف مکمل اعتماد تھا بلکہ سماج کے مختلف طبقوں کے لوگ آپ کی پرکشش اور بافیض شخصیت اور ذات سے اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق استفادہ کرتے۔ شہید ملتؒ کشمیریوں کی جدوجہد کے تاریخی مرحلہ میں پوری قوت، پامردی اور استقلال کے ساتھ مظلوم کشمیریوں پر ڈھائے جارہے مظالم کے خلاف زوردار آواز

بلند کر کے عالمی ضمیر کو جھنجھوڑتے رہے، عوام کے وسیع تر مفاد، آپسی اتحاد و اتفاق اور ملی وحدت کو زک پہونچانے کی تمام داخلی اور خارجی سازشوں اور ریشہ دوانیوں کو شہید ملتؒ اپنی ایمانی فراست، وسیع النظری، سیاسی شعور اور اپنی حکمت عملی سے ناکام بناتے رہے، تحریک حریت کشمیر کو صحیح سمت دینے اور ایک ہی سیاسی پلیٹ فارم کے قیام کی ضرورت بھی واضح کرتے رہے۔

موجودہ تحریک اور آپریشن جامع مسجد | ریاست خاص طور وادی کشمیر میں عوامی بے چینی، اضطراب، اور اپنے بنیادی، انسانی، پیدائشی، جمہوری اور سیاسی حقوق کے حصول کی باقاعدہ جدوجہد جون ۱۹۸۹ء میں ہی شروع ہو گئی تھی۔ جب کہ ریاستی حکومت کی طرف سے بجلی فیس میں غیر معمولی اضافے کے خلاف نوجوانوں نے ایجی ٹیشن شروع کیا۔ ان کی جائز اور جمہوری آواز کو دبانے کے لیے اس وقت کی ریاستی سرکار نے درجنوں بے گناہ معصوم مسلمان کشمیری نوجوانوں کو گولیوں سے بھون کر شہید کر ڈالا۔ اس وقت اس ظلم و زیادتی، طاقت کے بے تحاشہ استعمال اور عوام کے جمہوری اور آئینی حقوق سلب کرنے کا سب سے زیادہ نوٹس (Notice.) جس جماعت نے لیا اور جس کی افرادی قوت اور حامیوں کو ختم کرنے کی ریاستی حکومت نے سازش کی تھی۔ وہ جموں و کشمیر عوامی ایکشن کمیٹی تھی۔ جس کے سربراہ اور بانی شہید ملتؒ مرحوم ہی تھے۔ شہید رحمہ اللہ نے مظلوم کشمیریوں کے حق و انصاف کی آواز کی زبردست حمایت کرتے سرکار کے ظلم و زیادتی کے خلاف موثر اور زبردست احتجاج کیا۔ اس سلسلہ میں آپ نے بلا جواز بلا اشتعال

اور وحشیانہ پولیس فائرنگ کی شدید مذمت کرتے ہوئے ملک کی سب سے بڑی عدالت "سپریم کورٹ" (Supreme court.) میں ریاستی سرکار کے خلاف 'رٹ پٹیشن' (Rit Petition .د) دائر کیا اور تمام .. شہداء کے لواحقین کو ریاستی سرکار سے معقول اور مناسب معاوضہ دلوایا۔

کشمیری عوام خاص طور نوجوانوں نے جب دیکھا کہ معمولی بجلی فیس کے کے اضافہ پر احتجاج کرنے سے انہیں گولیوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے، مرکزی اور ریاستی حکومت ان کے بنیادی مسائل حل کرنے کے لیے زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے ساتھ امتیاز برت رہی ہے۔ ایک کے بعد ایک ان کے بنیادی، جمہوری اور شہری حق کو سلب کیا جا رہا ہے۔ آئین ہند کے خصوصی دفعہ ۳۷۰ کو عملاً کھوکھلا کرکے طاقت اور تشدد کے بل پر ان کی جائز امنگوں اور آواز کو کچلنے کی کوشش کی ہے تو ان میں محرومی، [illegible] اور عدم تحفظ کے احساس میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور پھر انہوں نے خلا اعتمادی اور خود اعتمادی کے بل پر اپنی مسلح جد وجہد کا باقاعدہ آغاز کیا۔ (اس لیے کہ ذلت کی زندگی سے عزت کی موت بہر حال بہتر ہوتی ہے۔)

نوجوانان کشمیر اپنی سیاسی حکمت عملی، نصب العین اور سیاسی سوجھ بوجھ سے عام کشمیریوں کی حمایت اور ہمدردیاں حاصل کرنے میں رفتہ رفتہ کامیاب ہونے لگے اور آج صورت حال یہ ہے کہ کشمیر کا بچہ بچہ بھارت کے جابرانہ تسلط سے آزادی کے لیے اٹھ کھڑا ہوا ہے۔ نوجوانوں کی تحریک جوں جوں ابھرتی گئی۔ اور اس کے ساتھ عوامی وابستگی میں اضافہ ہونے لگا۔ تو ریاستی حکومت نے ایک اور گھناؤنی سازش کی جس کے

تحت ۲۵ اگست ۱۹۸۹ء گولڈن ٹمپل (golden temple) امرتسر کے طرز پر کشمیر کی مقدس ترین جگہ جامع مسجد کا انتہا پسندوں کو پکڑنے کی آڑ میں پولیس آپریشن کیا گیا۔ جامع مسجد کے تقدس کو پامال کر کے اس کی بے حرمتی کی گئی اور بے گناہ نمازیوں پر دہشت گردی کے لغو الزامات عائد کر کے انہیں پابند سلاسل کیا گیا۔ چنانچہ جامع مسجد پولیس آپریشن، بے گناہوں کی گرفتاری مسجد شریف کے اندر و باہر فائرنگ جیسی شرمناک حرکتوں اور جبر ولانہ کاروائیوں کے خلاف زبردست احتجاج کرتے ہوئے عوامی ایکشن کمیٹی کے چیرمین شہید ملت میرواعظ کشمیر نے دنیا بھر کے عالمی حقوق کے تحفظ کی علمبردار تنظیموں خاص طور پر ایمنسٹی انٹرنیشنل (Amnisty Inter NATIONAL.) کی توجہ دلاتے ہوئے اپنے تفصیلی مراسلہ میں لکھا:-

ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نام میرواعظ کا مراسلہ :-

سری نگر۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۸۹ء

مکرمی !!!

"کشمیر کی موجودہ ابتر اور تشویشناک صورت حال کے متعلق ملوان حقائق کی طرف "ایمنسٹی انٹرنیشنل" کی توجہ مبذول کرانا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

کشمیر کی مسلم اکثریت ریاست اس وقت تاریخ کے ایک ایسے نازک دور سے گذر رہی ہے جہاں غیر یقینیت، عدم استحکام اور عدم تحفظ انتہا کو پہونچ چکے ہیں۔ انتہا پسندوں سے نمٹنے کی آڑ میں کشمیر کو ایک پولیس اور فوجی کیمپ میں تبدیل کیا گیا ہے۔ تحریر و تقریر کی آزادی پر پہرے

بھیجے جا رہے ہیں اور لوگوں کو خوف زدہ اور مرعوب کرنے کے لیے جبر و قہر کی پالیسی اپنائی گئی ہے ظلم و تشدد کی فہرست میں مندرجہ ذیل باتیں نمایاں ہیں۔

۱۔ گذشتہ ایک سال کے دوران ۷۰۰ سے زائد بے گناہ مسلم نوجوانوں کو پولیس کی فائرنگ سے بے دردانہ طور پر ہلاک کیا گیا جس میں اکثر کا تعلق سرینگر سے ہے۔

۲۔ اندھا دھند گرفتاریاں روز کا معمول بنی ہوئی ہیں اور سینکڑوں بے گناہ نوجوانوں کو آئے دن گرفتار کر کے پولیس تھانوں، انٹروگیشن سنٹروں اور جیل خانوں میں اذیتیں پہونچائی جا رہی ہیں۔ آج بھی مقدمہ چلائے بغیر نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد پبلک سیفٹی ایکٹ دہشت گردی قانون اور دوسرے ظالمانہ قوانین کے تحت محبوس ہیں۔ انٹروگیشن سینٹروں اور پولیس تھانوں میں انہیں ذہنی اور جسمانی اذیتیں پہونچائی جا رہی ہیں۔

۳۔ پوری وادئ کشمیر خاص طور شہر سری نگر کو ایک پولیس کیمپ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جہاں مسلح نیم فوجی دستے شبانہ یوم خوف و دہشت پھیلا کر لوگوں کے جان و مال کے لئے مستقل خطرہ بنے ہوئے ہیں۔

۴۔ باپ کے بدلے بیٹا، بھائی کے بدلے بھائی حتیٰ کہ بیٹے کے بدلے ماں اور قریبی رشتہ داروں کو حراست میں لینا کشمیر پولیس کی عادت بن گئی ہے۔)

۵۔ ریاست کے موجودہ ارباب اقتدار نظر بندوں کی رہائی کے متعلق عدالتوں کے احکامات کو پس پشت ڈال رہے ہیں جو لوگ عدالت

سے ضمانت پر رہا کیے جاتے ہیں انہیں جیل کے دروازے سے باہر آتے ہی دوبارہ گرفتار کیا جاتا ہے جس کی مثال جامع مسجد پولیس ایکشن کے دوران گرفتار کیے گئے بے گناہ ۵۲ افراد ہیں جو ابھی تک مختلف پولیس تھانوں میں زیر عتاب ہیں۔

٦۔ سب سے زیادہ اشتعال انگیز کارروائی ۲۵ اگست ۸۹ء کو پولیس ایکشن جامع مسجد کا سانحہ ہے جب پولیس حکام اور نیم فوجی دستے علاقہ بھر میں کرفیو نافذ کر کے جامع مسجد کے اندر داخل ہوئے اور بقول ان کے انتہا پسندوں سے نمٹنے کے لئے مسجد شریف کی بے حرمتی کی، ایک آدمی کو ہلاک کر کے تقریباً دو سو بے گناہ لوگوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ حکومت کے اس مکروہ منصوبہ سے تمام مسلمانوں کے مذہبی جذبات بری طرح مجروح ہوئے ہیں۔

۷۔ کشمیر سے متعلق نئی دہلی کی "نوآبادیاتی" پالیسی اور سوچ سے کشمیر کے مسلمان اپنے آپ کو انتہائی الگ تھلگ اور بے بس محسوس کرتے ہیں۔ خاص طور کشمیر کے نوجوانوں میں بے زاری اور غم و غصہ کے رجحانات بڑھ رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء سے برابر نئی دہلی کشمیری عوام کے ساتھ نوآبادیاتی سلوک روا رکھی ہوئی ہے۔ ان کے جائز اور جمہوری حقوق کو طاقت سے دبایا جا رہا ہے۔ اور ایسی حکومتیں ان کے اوپر ٹھونسی جاتی ہیں جو فوج اور پولیس کے بل بوتے پر حکومت کر رہی ہے کیونکہ نئی دہلی اور کشمیر کی حکومت معصوم نوجوانوں کو بڑے پیمانے پر ہلاکت، جامع مسجد ایکشن اور نظر بندوں کے ساتھ غیر انسانی سلوک کی عدالتی تحقیقات کروانے کا مطالبہ تسلیم کرنے سے برابر کترا رہی ہے۔ ● (آئندہ)